قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ ط وَاللہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا +

الہام حضرت مسیح موعود

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۴ | ۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۴ ہجری | نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المومنین نے برادرم سر بلند خان صاحب پٹواری شجاع آباد ضلع ملتان کا نکاح میاں گوہر علی صاحب کی لڑکی سردار بیگم سے ایک سو پچیس روپیہ مہر پر پڑھا۔ اور خطبہ میں مرد کے لئے عورت اور عورت کے لئے مرد ایک بڑی نعمت بتاتے ہوئے اس نعمت کے پیدا کرنے والے خدا تعالےٰ کا شکر گذار اور اطاعت شعار بننے کی تاکید فرمائی۔ خدا تعالےٰ طرفین کے لئے یہ تعلق مبارک کرے ؞

۹ تاریخ کو جناب سر محمد یوسف صاحب اور جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نواں شہر ضلع جالندھر میں ایک مباحثہ کے لئے بھیجے گئے جہاں ماسٹر صاحب موصوف کا سکھوں کے ساتھ حضرت باوا نانک رح کے مسلمان ہونے پر تحریری مباحثہ قرار پایا ہے۔ خدا تعالیٰ کامیاب کرے ؞

مفتی محمد صادق صاحب ہوشیارپور سے عیسائیوں کے ساتھ بڑی کامیابی سے مقابلہ کر کے واپس آگئے ہیں۔ وہاں عیسائیوں کا جلسہ تھا جسمیں انہوں نے اسلام پر بہت سخت حملے کئے تھے صہ

اخبار احمدیہ

درخواست دُعا مسٹر محمد جمال الدین عابدین جو سیلون سے بغرض تحصیل علوم دینیہ قادیان آئے ہوئے تھے۔ کچھ عرصہ سے بیمار ہیں اور آجکل پانی پت ہسپتال میں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے زیر علاج ہیں۔ انہیں تپ محرقہ میعادی ہے۔ تین ہفتہ گذر چکے ہیں۔ تمام احباب انکی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں ؞

(۲) برادر الیس۔ قادر حسین کولمبو سے اپنی بیوی کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ؞

(۳) برادر نور الٰہی صاحب چک نمبر ۲۴۳ سے لکھتے ہیں کہ میں تبلیغ کے لئے باہر گیا ہوا تھا کہ گھر سے ہمارے ۲ دو بیل چوری ہو گئے۔ احمدی برادران دُعا کریں۔ کہ خدا تعالیٰ ہمیں انکی تلاش میں کامیاب کرے ؞

مخالفین کی سینہ زوری

برادر غلام محمد صاحب ازدھنی ضلع لائل پور تحریر کرتے ہیں کہ ہمارا مسجد کے متعلق جو غیر احمدیوں سے مقدمہ تھا۔ اس کا فیصلہ جناب سید مہدی شاہ صاحب نے یہ فرمایا تھا۔ کہ احمدی اور غیر احمدی دونوں فریق پہلی مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں۔ چونکہ آپ کو اس مقدمہ میں ثابت ہو گیا تھا۔ کہ احمدی واقعی مظلوم ہیں۔ اس لئے آپ نے احمدیوں کو آئندہ کے لئے یہ یقین دلاتے ہوئے کہ اب تمہیں کوئی مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکیگا۔ صلح کر لینے کی سفارش کی۔ احمدیوں کی چونکہ غرض ہی یہی تھی کہ ہمارے فرائض مذہبی ادا کرنے میں کوئی روک نہ ہوتی

خدا تعالیٰ کی اس برگزیدہ جماعت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کرینگے۔ جسکے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی کسی مذہب کے لوگوں میں طاقت نہیں رہی ؞

چاہیئے نہ کچھ اور۔ اور اسکے متعلق جناب سید صاحب نے یقین دلا دیا تھا۔ اور یہ بھی کہدیا تھا کہ اب تم کو کوئی نماز پڑھنے سے روکیگا۔ تو میں اس کا انتظام کرونگا۔ اس لئے احمدیوں نے صلح کرلی۔ اور آپکے سامنے غیر احمدی بھی اس بات پر رضامند ہو گئے۔ لیکن گاؤں میں آ کر پھر انہوں نے احمدیوں کو مسجد میں روکنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ چنانچہ احمدیوں کو انہوں نے کہدیا ہے کہ تم مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے بالکل نہ آنا۔ ورنہ ہم تم سے دوسرا سلوک کرینگے ٭

مخالفین کی یہ جرأت اور سینہ زوری قابل افسوس اور باعث حیرت ہے۔ اے خدا تو ان لوگوں کو سمجھ دے تا یہ تیرا نام لینے والوں کے لئے موجب آزار نہ بنیں۔

مولوی محمد احسن صاحب کے نام الفضل جاری ہے

قاضی اکمل صاحب مینجر الفضل یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ الفضل جب سے جاری ہوا ہے۔ جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے نام مفت بھیجا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں مولوی صاحب کی طرف سے پیغام میں شکایت چھپی تھی۔ کہ اخبار الفضل میرے نام بند کر دیا گیا۔ یہ صحیح نہیں۔ صرف ایک پرچہ جو کسی وجہ سے نہیں پہنچا۔ وہ دوبارہ طلب فرما سکتے تھے پرچہ برابر ان کو مفت بھیجا جاتا ہے ٭

نماز جنازہ

جماعت احمدیہ کنانور۔ مالابار کے ایک مخلص فرد اخویم پوپو کان کنجی احمد کٹی کا قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی عمر ۶۰ برس کی تھی مگر اخلاص میں جوان تھے۔ گذشتہ زمانہ جور و تعدی میں جس میں سے احمدیان مالابار کو غیر احمدی لوگوں کے ہاتھوں سے گذرنا پڑا۔ مرحوم نے بہت تکالیف اٹھائیں۔ اور نقد ایمان کی حفاظت کی۔ مرحوم کو گورنمنٹ عالیہ کے عطا کردہ نئے

"احمدی قبرستان"

میں دفن کیا گیا ہے۔ مسٹر احمد سکرٹری انجمن احمدیہ کالی کٹ تمام احمدی انجمنوں سے درخواست کرتے ہیں کہ مرحوم بھائی کا اپنی اپنی جگہ جنازہ غائب پڑہیں ٭

واقعات عالم

یونان میں انقلاب

سالونیکا کی ۳۰ر اگست کی اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ ایک با اثر مجلس جسمیں کہ سربرآوردہ افسر بھی شامل ہیں۔ مرتب کیگئی ہے۔ اور اس نے رعایا اور فوج سے اپیل کی ہے کہ وہ اتحادیوں کے ساتھ شامل ہو کر بلغاری ظالموں کو سرزمین یونان سے نکال دیں۔

ایتھنز سے سنسنی خیز خبریں موصول ہوئی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ قسطنطین تخت سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ اور ولی عہد قائم مقام فرمانروا مقرر کئے گئے ہیں۔ ایم زیاس ایم وینی زولز کی تائید سے تاحال وزیر اعظم ہیں۔ اور ایک عام فوجی اجتماع کے لئے فرمان جاری ہو چکے ہیں۔ اس کے متعلق تاحال کوئی مصدقہ اطلاع موصول نہیں ہوئی ٭

جندرامہ کی سپاہ اور ایم وینی زولز کے حامیوں نے یونانی بارکوں کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اور ہولناک خونریزی کے بعد جنرل سیریل کی مداخلت پر سپاہ قلعہ نے ہتھیار ڈال دئے۔ سپاہ و دونا بھی انقلاب پسندوں کے ساتھ شامل ہو گئی ہے۔ جنوب سالونیکا میں سپاہ ہارٹ اور فٹس کاریردن کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور اس نے ہتھیار ڈال دئے ٭ اس انقلاب سے سیاسی مطلع بالکل صاف ہو گیا ہے۔ مقدونیہ کے اس حصہ میں انقلاب پسند فریق کی کوئی مخالفت نہیں کرتا ٭

رومانیا کا آسٹریا کے خلاف اعلان جنگ

وی آنا کی ایک تار خبر قطراز ہے۔ کہ رومانوی وزیر نے وزیر خارجیہ کو اعلان جنگ دیدیا۔ اور ساتھ ایک دستاویز اس کے حوالے کی جسمیں وہ تمام شکایات، مثلاً آسٹریا ہنگری میں رومانیا کے باشندوں کے خلاف ظلم و تشدد کی کارروائیاں درج تھیں۔ رومانیا کے نوٹ میں بتلایا گیا ہے کہ وہ معاہدہ جس کی رو سے رومانیا اتحاد ثلاثہ کے ساتھ شامل تھا۔ اس دن سے ختم ہو گیا

تھا۔ جبکہ جرمنی اور آسٹریا ہنگری نے اٹلی کو اس سے الگ ہونے پر مجبور کر کے اسے توڑ دیا تھا۔ اعلان جنگ میں وہ وجوہات بھی درج ہیں۔ جن کے باعث وہ جنگ میں شامل ہوا ہے اول آسٹریا ہنگری میں مقیم رومانیوں کے متعلق تشویش جن کے ہر وقت جنگ اور فساد کے خطرات کا نشانہ بننے کا خوف ہے۔ دوم رومانیا کو اس مداخلت سے یقین ہے کہ وہ اس عالمگیر جنگ کی عمر کو کم کر دیگا۔ سوم رومانیا ان طاقتوں کے ساتھ شامل ہوا ہے۔ جن کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کے قومی منتہائے مقصود کے حصول میں اسکی سب سے زیادہ موثر مدد کر سکینگی ٭

جرمنی کا رومانیا کے خلاف اعلان جنگ

برلن سے موصول شدہ ایک تار خبر مظہر ہے کہ جرمنی رومانی سفیر کو پروانہ راہداری دیدیا گیا ٭ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جرمنی نے رومانیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا ہے ٭

رومانیا کے خلاف اعلان جنگ سے پیشتر کا جرمن سرکاری بیان مظہر ہے کہ رومانیا نے جرمنی اور آسٹریا ہنگری کے ساتھ کئے ہوئے معاہدات کو شرمناک طور پر توڑنے کے بعد جرمنی کے ایک اتحادی کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے ٭

ایمسٹرڈم۔ وائنا کی ایک تار خبر مظہر ہے کہ رومانیا کے نوٹ میں لکھا ہے۔ کہ رومانیا اپنے آپ کو ۲۷ر اگست کو ۹ بجے شام کے بعد سے آسٹریا کے خلاف حالت جنگ میں تصور کرتا ہے ٭

شریف مکہ کے ارادے

ہمعصر پاؤنیر کا ایک نامہ نگار قاہرہ سے لکھتا ہے۔ کہ شریف مکہ نے مصر اور دنیا کے دیگر حصوں کے ساتھ سلسلہ خبر رسانی بذریعہ تار برقی قائم کر لیا ہے۔ جس سے براہ جدہ مکہ معظمہ کے ساتھ کام کیا جائیگا۔ نیز ٹکٹ ڈاک کا بھی انتظام کیا ہے۔ کچھ عرصہ میں شریف صاحب مذکور کے نام کے ٹکٹ بھی جاری کئے جائینگے ہر ٹکٹ کی قیمت ½ پیاسٹر ہو گی۔ شریف صاحب نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ مکہ معظمہ سے ایک سرکاری اخبار جاری کیا جائے جسمیں تمام سرکاری اعلان جو انکی گورنمنٹ کی طرف سے جاری کئے جائینگے درج ہوا کرینگے۔ نیز اس کے ذریعہ وہ اپنے خیالات اور ارادوں کو اسلامی دنیا میں پھیلا سکیں گے یہ اخبار ہفتہ وار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۹ - ستمبر ۱۹۱۶ء

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ضد اور تعصب ایک ایسی بری مرض ہے۔ کہ انسان کو اندھا اور بے عقل بنا کر اس کے منہ سے وہ کچھ نکلوا دیتی ہے جسکو اگر وہی شخص ہوش وحواس کو ٹھکانے کر کے دیکھے۔ اور عقل وفکر سے کام لے کر سمجھے۔ تو اسے خود بھی معلوم ہو جائے۔ کہ جو کچھ مینے کہا بہت برا کہا۔ اور جو کچھ مینے کیا۔ بہت برا کیا۔ لیکن افسوس کہ یہ ایسی لادوا مرض ہے جو اپنے مریض کو افاقہ ہونے دینے کی بجائے دن بدن ہلاکت اور تباہی کے گڑھے کی طرف ہی دھکیلتی جاتی ہے ٭

ہمیں اس وقت اس حقیقت کو بیان کرنے کی کیوں ضرورت ہوئی۔ اس لئے کہ اسی مرض میں مبتلا شدہ ایک بدنصیب ہمارے سامنے وہی حرکات ناشائستہ اور افعال ناپسندیدہ کر رہا ہے۔ جو اس مرض کے انتہائی درجہ پر پہنچنے والے مریض کیا کرتے ہیں ٭

پچھلے دنوں مولوی ثناء اللہ وغیرہ چند اشخاص نے ایک انجمن موسومہ "اشاعت اسلام کانفرنس" کے متعلق اعلان کیا تھا جس کی نسبت ہم نے بھی کچھ لکھا تھا۔ اور جو کچھ لکھا تھا۔ محض ہمدردی کے خیال سے لکھا تھا۔ لیکن ثناء اللہ نے بجائے ہمارے مشورہ سے فائدہ اٹھانے کے یہ کہدیا کہ چونکہ مرزا صاحب کے ذریعہ تمام دنیا پر اسلام نہیں پھیلا۔ اس لئے ہمیں یہ کانفرنس بنانے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے گویا اس نے یہ کہا کہ اسے تمام دنیا پر اشاعت کرنے کے لئے یہ کانفرنس بنانی پڑی ہے۔ لیکن خدائے غیور نے اسے اس ادعائے باطل کے بعد اتنی بھی مہلت نہ دی۔ کہ وہ ناواقف اور نادان عوام الناس کو تھوڑے عرصہ کے لئے ہی دھوکہ میں ڈالکر اپنا اُلو سیدھا کر لیتا۔ بلکہ بہت جلدی اس کی پردہ دری کر دی۔ اور مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی نے جو اس انجمن کے روح رواں تھے۔ حقیقت کے چہرہ سے دہوکہ کی کا پردہ اٹھایا۔ چنانچہ ہم اس کا مفصل ذکر کسی گذشتہ پرچہ میں کر چکے ہیں ٭

ایسی حالت میں ثناء اللہ کو چاہیئے تھا کہ اپنے آپکو ناکامی اور نامرادی کی چادر میں لپیٹ کر گمنامی کے گڑھے میں جا لیٹتا۔ اور جب تک مفروضہ اشاعت اسلام کانفرنس کے ذریعہ کچھ کر کے نہ دکھا لیتا کسی کو منہ دکھانے کی جرأت نہ کرتا۔ لیکن اسطرح تو وہ کرے۔ جسمیں شرم و حیا کا کچھ بھی مادہ باقی ہو۔ اور جسکی عقل اور سمجھ پر تعصب کے ضد نے پردہ نہ ڈال رکھا ہو۔ ثناء اللہ کیوں ایسا کرنے لگا تھا۔ آپ تو وہ حضرت ہیں کہ جیل پور میں ایک آریہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت گستاخی کے کلمات کہلوانے کا موجب بنکر بھی غیرت اور حمیت کو جواب دیتے ہوئے اسی جگہ اسکے گلے جا ملے۔ اور محبت اور الفت کا اظہار کرنے لگ گئے۔ پھر آپ تو وہ جناب ہیں کہ ایک مقدمہ میں عدالت سے سو روپیہ جرمانہ ہونے پر غیرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنے ایک ایسے حریف سے صلح کی طرح ڈالی جسکی نسبت لکھ چکے تھے۔ کہ جسنے محض اسلام کی خاطر نہ کہ اپنی ذاتی کاوش کی وجہ سے اسے عدالت میں دھر گھسیٹا ہے۔ ایسے جہاندیدہ اور پختہ کار ہونے کے باوجود اگر آپ ہماری اس تحریر سے جس نے اشاعت اسلام کانفرنس کے وہمی اور فرضی وجود کی حقیقت کو آشکارا کر دیا تھا۔ شرمندگی کے دامن میں مُنہ چھپاتے تو گویا آپ بڑے ہی ناقدر شناس ہوتے۔ لیکن اپنے اس فرض کی ادائگی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اور بڑی جرأت سے یہ لکھ دیا ہے کہ:-

"جناب مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی مقیم لاہور بھی کانفرنس مذکور کے داعیان میں سے ایک ممبر ہیں۔ انہوں نے کسی دوست کے جواب میں خط لکھا۔ کہ کانفرنس کی کارروائی سے مجھ اطلاع نہیں کہ آج تک کیا ہوا۔ اور آئندہ کیا ہوگا۔ جو بالکل صحیح تھا"

ہمیں اس جواب کی تشریح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جواب اپنے مفہوم میں صاف اور واضح ہے۔ کہ جو کچھ مفتی محمد عبد اللہ صاحب نے لکھا۔ وہ بالکل صحیح اور درست تھا۔ پس جبکہ اسکو مولوی ثناء اللہ نے خود صحیح مان لیا ہے۔ تو گویا جو کچھ ہم نے لکھا تھا۔ اسی کو صحیح تسلیم کر لیا ہے۔ ہم نے بھی تو یہی لکھا۔ کہ جب ایک داعی کانفرنس کو یہاں تک خبر نہیں۔ "کہ آج تک کیا ہوا اور آئندہ کیا ہوگا" تو کسی اور کو اس کانفرنس سے کچھ معلوم ہونے کی امید نہ رکھنی چاہیئے ٭

یہ معاملہ تو مولوی ثناء اللہ کے قول کے بموجب صاف ہوا جو کچھ اس کا حشر ہونا تھا۔ اُسے بہت ہی جلد مولوی ثناء اللہ نے بھی تسلیم کر لیا۔ لیکن نہ معلوم مولویصاحب کو اسی میں ایک نیا شاخسانہ پیدا کرنے کی کیونکر جرأت ہوئی۔ اور کسطرح لکھ دیا کہ:-

"ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ مخالفین کے مقابلہ میں دفتر اہلحدیث اور خاکسار ایڈیٹر اہلحدیث نے جو کام کیا ہے۔ مرزا صاحب نے باوجود ہزارہا بلکہ لاکھہا روپیہ مسلمانوں کا لینے کے ساری زندگی میں نہیں کیا۔ کوئی ہے جو ہم سے اس کا ثبوت مانگنے کو میدان میں آئے۔ اور اپنا ثبوت ساتھ لاوے"

ان الفاظ کو پڑھ کر سوائے اس کے ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ ضد اور تعصب نادانی اور جہالت نے یہ الفاظ مولوی صاحب کی زبان قلم سے نکلوا دئے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں آپکی جو حیثیت ہے اس سے دنیا ناواقف نہیں۔ اور چہ نسبت خاک را با عالم پاک کی حقیقت آپ سے بھی پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ مولوی صاحب کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے سے انکار ہوگا اور ہونا بھی چاہیئے کہ ان کی آنکھیں بغض اور عداوت نے سی رکھی ہیں۔ لیکن دنیا کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ وہ ثناء اللہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوان نعمت کا ریزہ چین اور زلہ ربا ہے۔ وہ دعوے کرتا ہے۔ اور نہایت ڈھٹائی سے "بلا خوف تردید" دعوی کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی نسبت مینے مخالفین کے

مقابلہ میں زیادہ کام کیا ہے۔ پھر کس قدر تعجب کا موقعہ ہے۔ کہ وہ ثناء اللہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں پیش کردہ دلائل اور براہین اور آپ کی تصانیف لطیفہ کا خوشہ چین اور نااہل خوشہ چین ہے۔ وہ مدعی فضیلت بنتا ہے۔ کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر بھی بے حیائی اور سفلہ پنی کا کوئی اور نمونہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ جسے کوئی درست اور صحیح بات تک کرنی آتی ہو۔ اور وہ جسے کوئی لطیف اور عمدہ بات نہ سجھائی دیتی ہو۔ اور وہ جسے بازاری شعر و شاعری کے سوا کچھ آتا ہی نہ ہو۔ اور وہ جس کے دماغ میں اچھی بات کا گذر ہی نہ ہوتا ہو۔ اور جسے کوچۂ عقل و فکر میں دخل ہی نہ ہو۔ وہ اس جری اللہ فی حلل الانبیاءؑ کے مقابلہ میں آتا ہے۔ جس کی تیغ قلم نے دنیا کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک مخالفین اسلام کو بے دم کر دیا ہے۔ جسکے براہین نیرہ نے تمام انسانوں کو چکا چوند کر دیا ہے۔ مگر جس کے دلائل قاطعہ نے تمام دنیا پر اسلام کی فضیلت کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ اور جس نے باواز بلند تمام دنیا کو کہدیا ہے کہ آؤ مجھ سے مقابلہ کر لو اور ہمیشہ اور بڑے زور سے کہتا رہا۔ مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

کیا تمام دنیا سے انصاف کا مادہ اٹھ گیا ہے یا کیا تمام دنیا حقیقت کے سمجھنے سے معذور ہو چکی ہے۔ یا کیا تمام دنیا کی آنکھوں پر تعصب اور عداوت کی پٹی بندھی ہوئی ہے اگر ایسا ہے۔ تو مولوی ثناء اللہ کو مبارک ہو۔ کہ دنیا اسکی تائید کریگی۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ اور واقعہ میں ایسا نہیں تو اسے شرم کرنی چاہیئے۔ اور چلو پانی میں ڈوب مرنا چاہیئے۔ کہ اس نے ایک ایسی بات کہی ہے جس سے دنیا کو انکار ہے۔ اور جسکے ماننے کے لئے کوئی حق پسند انسان تیار نہیں ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ دنیا کے اکثر حصہ کو اسقدر توفیق رفیق نہیں ہوئی۔ کہ وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ لائیں اور اس برگزیدۂ خدا کو جیسا کہ قبول کرنے کا حق ہے قبول کر لیں لیکن اس میں تو شک نہیں۔ کہ اسلام کی تائید اور ترویج میں جو کارہائے نمایاں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی برگزیدہ جماعت نے کئے ہیں۔ اور جس قدر جوش اور محبت سے آپکی جماعت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے مضطربانہ جد و جہد کر رہی ہے۔ اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس فیج اعوج کے زمانہ میں اگر مرزا صاحب اور انکی جماعت کا سہارا نہ ہوتا۔ تو اسلام کبھی کا گر چکا ہوتا۔ جاؤ جا کر دنیا سے پوچھ لو کہ اس زمانہ میں اسلام کی طرف سے مخالفین اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کون کھڑا ہوا ہے۔ اور جاؤ جا کر دریافت کر لو۔ کہ اسلام کی صداقت اور حقانیت کا سکہ کس نے جمایا ہے۔ باسمجھ اور غیر متعصب لوگ اس کا یہی جواب دینگے۔ کہ مرزا صاحب مرحوم و مغفور نے۔ پھر جاؤ جا کر یہ بھی معلوم کر لو۔ کہ اب وہ کونسی جماعت ہے۔ جو اشاعت اسلام میں سب سے بڑھ گئی ہے۔ اور وہ کونسا گروہ ہے۔ جسکے کارہائے نمایاں کی گرد کو بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ وہی جماعت اور گروہ ہے جسے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کیا ہے۔ چند ہی دن کی بات ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے ایک بڑے مخالف کی قلم سے یہ الفاظ بے اختیار نکل چکے ہیں کہ

"میں دیکھتا ہوں۔ ہندوستان میں جسقدر اسلامی
جماعتیں ہیں۔ شیعہ ہوں یا اہل حدیث۔
علیگڈھی ہوں یا دیوبندی۔ قادیانی ہوں
یا چکڑالوی۔ ہر ایک اپنی قوت بڑھا رہا ہے۔
مگر قادیانی سب سے آگے ہیں"

کیا یہ ایک ایسی شہادت نہیں جس کے سامنے مولوی ثناء اللہ کو شرم کے مارے پانی پانی ہو جانا چاہیئے اپنے منہ سے میاں مٹھو بننا اور بات ہے۔ مگر الفضل ما شہدت بہ الاعداء فضیلت کی نشانی ہوتی ہے جیسا کہ یہ شہادت ہمارے ایک مخالف خواجہ حسن نظامی کی ہے ٭

کیا مولوی ثناء اللہ کا منہ ہے کہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں پیش کر سکے۔ اور کیا دنیا کو ضرورت ہے۔ کہ وہ اس موازنہ کو دیکھے۔ ہرگز نہیں کیونکہ یہ کوئی مخفی اور پوشیدہ بات نہیں۔ لیکن اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ہی شوق رکھتا ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ پہلے اپنی کارگذاری کا مقابلہ حضرت نوحؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت اسحٰقؑ۔ اور دیگر انبیاء اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کے ساتھ کرے۔ اگر تو اس نے اپنے آپ کو ان انبیاء کرام سے بڑھ کر کام کرنیوالا ثابت کر دیا۔ تو بغیر اسکے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارناموں سے اسکی حیلہ سازیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اسکی فضیلت ثابت ہو جائیگی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ بھی انہیں انبیاء میں سے ایک نبی ہیں۔ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اس لئے جب وہ ان پر اپنی فضیلت کا مدعی ہو سکتا ہے تو پھر حضرت مسیح موعود پر بھی ہو سکیگا۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے۔ اور کبھی نہیں کر سکیگا۔ تو وہ اپنے اور انبیاء سابقین کے کاموں میں کوئی ایسا مابہ الامتیاز بتائے۔ کہ جس سے ان انبیاء کو اس پر فضیلت حاصل ہے۔ یعنی وہ انبیاء کی کوئی ایسی خصوصیت بتائے جو اس میں اور ان انبیاء میں فرق کرنیوالی ہو۔ ہم وہی خصوصیت حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ثابت کر دکھا دینگے۔ ایسی صورت میں مولوی ثناء اللہ کے لئے کوئی حیلہ بازی کا موقعہ نہ رہے گا۔ کیونکہ جب وہ خود ایک ایسا معیار قائم کریگا۔ جس کے مطابق انبیاء کو اس پر فضیلت حاصل ہے۔ اور اسی معیار کے مطابق ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کی فضیلت ثابت کر دینگے۔ تو اسے مجبوراً اوّل تو ماننا ورنہ کم از کم خاموش رہنا پڑیگا۔ کیا مولوی ثناء اللہ میں جرأت ہے۔ کہ وہ اس نہایت آسان اور عمدہ طریق پر فیصلہ کرنے کے لئے تیار ہو۔ گھر بیٹھ کر بڑیں مارنا آسان اور نہایت آسان ہے۔ لیکن مقابلہ پر آنا بہت مشکل کام ہے اور کسی میں طاقت نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ پر اپنے آپ کو پیش کر سکے ٭

مولوی ثناء اللہ کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب نے باوجود ہزارہا بلکہ لاکھہا روپیہ مسلمانوں کا لینے کے اتنا کام نہیں کیا۔ جتنا دفتر اہلحدیث اور ایڈیٹر اہل حدیث نے کیا ہے اس کے متعلق ہم یہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ کام کا تو فیصلہ اسطرح سے ہو جائیگا جسطرح ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ باقی رہا۔ روپیہ کا معاملہ اس کے متعلق مولوی صاحب نے صرف خدا

کہ ایک برگزیدہ انسان پر الزام لگانے کی رُو سیاہی اپنے ذمہ لی ہے۔ ورنہ نہ کوئی ثبوت دیا ہے۔ اور نہ کوئی دلیل پیش کی ہے۔ لیکن یہاں ہم دفتر اور ایڈیٹر اہل حدیث کو اسی کے الفاظ میں یہ بتاتے ہیں کہ وہ کسی مدعا اور مقصد کو پیش مدنظر رکھ کر نادان اور کم عقل مسلمانوں سے ٹکے بٹور رہے ہیں۔ اور اسلام کی خدمت اور اشاعت کے ادعائے باطل کی ٹٹی میں کیا شکار کھیل رہے ہیں ؛

مولوی ثناء اللہ نے اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۴ اپریل صفحہ ۲ کالم اول میں اپنے ایک مخالف مولوی احمد اللہ صاحب کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

" آپ کا فتویٰ ہے کہ میری (ثناء اللہ کی) کل کتابیں جلا دینے کے قابل ہیں "

اس فتوے کے اجراء کے متعلق مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

" جلا دینے کی صورت آسان ہے۔ سب خرید کر جلا دیں "

یعنے مولوی صاحب کو اپنی حلوے مانڈے سے کام ہے نہ کہ اسلام کی تائید اور اشاعت سے۔ ان کو کتابوں کا خرچ مع نفع کے مل جانا چاہیئے۔ آگے کوئی انہیں جلائے یا رکھے۔ اس سے انہیں کوئی کام نہیں۔ کیا ان الفاظ سے مولوی صاحب کی اس زر طلبی اور زر کشی کا پتہ نہیں لگتا۔ جو اکثر پہرا انہیں حیران اور سرگردان رکھتی ہے۔ اور جس کے لئے انہوں نے کیا دفتر اہلحدیث اور کیا اخبار اہلحدیث جاری کر رکھا ہے۔ مولوی صاحب کے قول کے بموجب اگر کوئی انکی اخبار کے تمام کے تمام پرچے آگ کی نذر کر دے۔ تو انہیں ذرا بھی ملال نہ ہوگا۔ اور ان کے دفتر کی تمام کائنات فی النار والسقر کر دے۔ تو انہیں کوئی رنج نہ ہوگا۔ ہاں ان سب چیزوں کی قیمت ادا کر دینی چاہیئے۔ لیکن اگر قیمت نہ ادا کی جائے۔ تو خواہ ان کی اخبار یا کسی کتاب کے دیکھنے سے کسی کا دین و ایمان تباہ ہوتا ہو۔ اور ہزار فتنے جاری ہوتے ہوں تو ہوا کریں۔ اس کی انہیں ذرہ پروا نہیں ہوگی۔ انہیں تو روپیہ پیسے سے کام ہے ؛

یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ مولوی صاحب کی اپنی تحریر کہہ رہی ہے۔

کیا ایسا شخص خدا کے اس برگزیدہ انسان پر یہ الزام لگا سکتا ہے۔ کہ اس نے مسلمانوں سے ہزاروں روپیہ وصول کر لیا۔ اور کام کچھ نہ کیا۔ جسکے خوان نعمت سے ہزاروں نہیں۔ بلکہ لاکھوں اور کروڑوں انسان مستفیض ہو رہے ہیں۔ اور جس کا دستر خوان خدا کے فضل اور رحم سے دن بدن وسیع اور فراخ ہو رہا ہے ؛

اصل بات یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود کا مقابلہ کرتے کرتے ضد اور تعصب میں یہاں تک بڑھ گیا ہے۔ کہ ایسی لا یعنی اور فضول باتیں لکھ جاتا ہے جن کے لئے خود شرمندہ اور نادم ہونا پڑتا ہے۔ اور اسطرح اپنی ذلت اور رسوائی کے نشتر کا خود ذمہ وار بنتا ہے ؛

مرض ہیضہ کے متعلق ہدایات

ہیضہ اگرچہ بہت جلدی چھوت لگنے والی اور مہلک بیماری ہے۔ مگر بہت آسانی سے اسے روکا جا سکتا ہے۔ ہیضہ ہوا کے ذریعہ نہیں پھیلتا۔ بلکہ زیادہ تر اس پانی کے ذریعہ پھیلتا ہے جو پینے اور کپڑے دھونے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہیضہ کے دنوں میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے سے اس مہلک وبا کے روکنے میں بہت کچھ مدد مل سکتی ہے ؛

(۱) چونکہ ہیضہ کے جرم خراب پانی۔ دودھ اور کھانے کی چیزوں کے ذریعہ کسی کے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے پانی اور دودھ کو پینے سے پہلے اوبال کر صاف کر لینا چاہئے اور کھانا تازہ پکا ہوا گرم گرم کھانا چاہیئے۔ کھانے اور پینے کی ایسی کوئی چیز نہیں کھانی چاہیئے جسکے صاف ستھرا ہونے کے متعلق شبہ ہو ؛

(۲) چونکہ معدہ میں غذا کو تحلیل کرنے والا رس ہیضہ کے جرم کو مارنیوالا ہے۔ اور خوراک کے اندر جانے سے اس رس کے معدہ میں پیدا ہونے میں مدد ملتی ہے اس لئے خالی پیٹ باہر کبھی نہیں جانا چاہیئے۔ بلکہ باہر کام پر جانے سے پہلے کچھ کھا لینا چاہیئے۔ سرکے لیموں کے رس اور چٹنی کے اچھی طرح استعمال سے معدہ میں یہ رس برابر پیدا ہوتا رہتا ہے ؛

(۳) کسی قسم کی دست آور دوائی نہ لینی چاہیئے۔ اور اگر پاخانہ بار بار آوے۔ تو فوراً اس کا علاج کرنا چاہیئے۔ کسی ایسے پھل یا ترکاری کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے بدہضمی اور معدہ میں کوئی خرابی پیدا ہونے کا احتمال ہو (۴) ایسے کام سے پرہیز رکھو۔ جس سے حد سے زیادہ تکان ہو جائے۔ اور بہت دیر تک بھی کام میں مت لگے رہو۔ خوش مزاج رہو۔ کیونکہ ہر وقت بیماری کے لگ جانے کا خطرہ رہنے سے دل بہت کمزور ہو جاتا ہے ؛

(۵) یاد رکھو کہ گھر کی معمولی مکھیاں ہیضہ کو ایک آدمی سے دوسرے آدمی تک اور ایک گھر سے دوسرے گھر تک پہنچانے میں بہت مددگار ہوتی ہیں۔ اس لئے کھانے پینے کی کسی چیز پر بھی مکھی کو مت بیٹھنے دو۔ اور ایسی چیزوں کو ڈھک کر رکھو ؛

(۶) یاد رکھو کہ غلاظت تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ اپنے جسم اور کپڑوں اور مکان کو بہت صاف ستھرا رکھو ؛ (۷) ہیضہ کے کسی بیمار کی تیمارداری کرنیوالے اور جس گھر میں کسی کو ہیضہ ہو گیا ہو اس گھر میں رہنے والے دیگر لوگوں کو مندرجہ ذیل ہدایات پر کاربند ہونا چاہیئے۔ (ا) کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو جرم کے ہلاک کرنیوالی کسی دوائی (فینائل وغیرہ) سے اچھی طرح صاف کر کے صابن سے دھو ڈالو (ب) جس کمرہ میں ہیضہ کا بیمار پڑا ہو۔ اس کمرہ کے اندر بیٹھ کر کبھی کوئی چیز مت کھاؤ۔ اور مت پیئو۔ اور کھانے پینے کی کوئی چیز اس کمرہ میں نہ رکھو (ج) جن برتنوں میں مریض کو کھلایا پلایا جاوے۔ انہیں ہرگز اپنے استعمال میں نہ لاؤ۔ سوائے اس کے کہ وہ دوائی وغیرہ سے اچھی طرح سے صاف کر لئے گئے ہوں (د) مریض کے فضلہ اور قے کو لاپرواہی سے ادھر ادھر مت پھینکو۔ بلکہ فینائل اور چونا وغیرہ ڈالکر انہیں کہیں دبا دو۔ (ہ) مریض کے کپڑوں اور بسترے کو ہرگز استعمال نہ کرو۔ اور اگر ان کا استعمال کرنا ضروری ہو تو پہلے انہیں پانی میں خوب ابال لو یا کئی دن تک تیز دھوپ میں سکھا لو۔ (س) تیمارداری کرنیوالوں یا مریض کے گھر کے اور لوگوں میں سے کسی کو کنوئیں سے اپنے ڈول سے پانی نہیں کھینچنا چاہیئے۔ بلکہ دوسرے لوگ انہیں پانی بھر دیں۔ تاکہ کنوئیں کا پانی خراب ہو کر دوسروں میں بیماری پھیلانے کا موجب ہو۔ (۸) لوگ جہاں جہاں سے پانی بھرتے ہوں۔ وہاں کے پانی کو پرمینگنیٹ آف پوٹاس سے صاف کر لینا چاہیئے۔ اور انکی حفاظت کی جانی چاہیئے۔ پانی بھرنے والی مشکیں اور پرانے گھڑے جنمیں گھر میں پانی رکھا ہوا ہو ..... پرمینگنیٹ آف پوٹاس کے لوشن سے دھو کر صاف کر لینے چاہئیں (۹) جن کنوؤں سے پینے کے لئے پانی بھرا جاوے۔ انکے چبوتروں پر نہانے یا کپڑے دھونے کی قطعی ممانعت کر دینی چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعۃ المبارک

مشکلات کے وقت بہت زیادہ ہمت دکھانی چاہیئے

ازحضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح والمہدی ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۲۵ - اگست ۱۶ء

ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایماناً وتسلیما۔ من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا۔ (۳۳-۲۲-۲۳)

کم ہمت انسان ناکام رہتا ہے

کم ہمت انسان کبھی بھی دنیا میں کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے اپنی کامیابی کو خود ضائع کرتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ایک کام کرتے کرتے جب اس حد تک پہنچتے ہیں کہ کامیابی کا وقت نزدیک آجاتا ہے۔ تو اُسے چھوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی مثال اس شخص کی طرح ہوتی ہے۔ جو کنواں کھودنے لگے۔ لیکن جب کھودتے کھودتے ایسی ریت نکل آئے۔ کہ جس کے بعد پانی نکلتا ہے۔ تو ہار کر بیٹھ جائے۔ کہ اب مجھ سے محنت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ وہی وقت اس کی محنت کا ہوتا ہے۔ اور اسی وقت تمام محنتیں ثمر لانے والی ہوتی ہیں۔ اور ان کے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ایسے وقت سستی کرتا اور ہمت ہار کر بیٹھ جاتا ہے۔ تو اور کب چستی کرے گا۔ اس وقت کی سستی اس کی معمولی حیثیت کو بھی ضائع کر دیگی۔ اور وہ پہلے سے بھی زیادہ گر جائیگا۔ تو کم ہمت انسان اپنی نادانی کم ہمتی اور سستی کی وجہ سے ان تمام پھلوں اور ثمرات کو جو اُسے محنت کے نتیجہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ ضائع کر دیتا ہے۔

مستقل مزاج انسان کا طریق کار۔

لیکن ہمت اور استقلال والا انسان کبھی مصائب اور مشکلات سے نہیں گھبراتا بلکہ جتنے زیادہ مصائب اور مشکلات آئیں۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ اتنے ہی زیادہ جوش اور ہمت سے مجھے کام کرنا چاہیئے۔ اگر پہاڑوں کے پہاڑ مصائب کے اُس پر ٹوٹ پڑیں۔ پھر بھی وہ اسی یقین اور استقلال سے کام کئے جاتا ہے۔ جو اُسے پہلے حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ خوب سمجھتا ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے کام ہی ایسے بنائے ہیں۔ کہ انسان محنت۔ تدبیر اور لگاتار کوشش سے انہیں کرے۔ تب کامیابی ہو۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں پوری ہمت اور کوشش کئے بغیر چھوڑ کر بیٹھ رہوں۔ اور کام نہ کروں۔ میرے سامنے اگر کوئی روک واقعہ ہوتی ہے۔ اور کوئی مشکل پیش آتی ہے۔ تو مجھے تو اپنی انتہائی طاقت اور کوشش سے کام کرنا چاہیئے۔

مصائب کے وقت محنت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے

اگر غور کیا جائے۔ تو مصائب اور مشکلات کے وقت جس قدر محنت اور کوشش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اتنی کسی اور وقت نہیں ہوتی۔ گویا محنت کرنے کا اصل وقت وہی ہوتا ہے۔ کہ جس کے بعد کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ دنیا میں جسقدر کامیاب اور نامور لوگ گذرے ہیں۔ ان کی زندگیوں پر اگر نظر کی جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے لئے سب سے زیادہ کام کرنے کا وقت وہی ہوا ہے۔ جبکہ سب سے زیادہ مشکلات ان کے سامنے آئی ہیں۔ اور ان کے لئے سب سے زیادہ جرأت اور بہادری دکھانے کا وہی موقعہ ہوا ہے جبکہ سب سے زیادہ خوف وخطر ان کو درپیش ہوا ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ اسی وقت خطرہ اور تکلیف سے بے پرواہ ہوئے ہیں۔ جبکہ حد سے زیادہ ڈر اور خوف ان کے سامنے آیا ہے۔

ایک صحابی کی مثال

میں نے بارہا ایک صحابی کا واقعہ سنایا ہے۔ ان کا نام ضرار بن ازور تھا۔ بڑے بہادر اور دلیر تھے۔ اور بہادری میں خاص شہرت رکھتے تھے۔ وہ ایک دفعہ ایسے دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ کہ جس کے مقابلہ میں کئی ایک مسلمان نکل کر شہید ہو چکے تھے۔ بعض بڑے بہادر مسلمان بھی اس کے مقابلہ میں گئے۔ مگر وہ اتنا طاقتور تھا۔ کہ باوجود ان کے ایمانی جوش اور جرأت کے ان کو اس نے شہید کر دیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے ضرار نکلے۔ جب میدان کے درمیان میں پہنچے۔ تو جلدی سے بھاگ کر واپس لوٹ آئے۔ اور اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ مسلمانوں میں تو چونکہ ایک کمزور سے کمزور شخص بھی بزدلی اور ڈر کا نام تک نہیں جانتا تھا۔ اور اس کے وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ کہ کسی کافر کے مقابلہ سے بھاگ آئے۔ اور وہ تو خاص شہرت اور ناموری رکھتے تھے۔ اسلئے ان کے واپس لوٹنے سے مسلمانوں پر بہت بُرا اثر ہوا۔ اور وہ گھبرا گئے۔ کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ ضرار کیوں واپس لوٹ آیا ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ اس بات کے دریافت کرنے کے لئے ان کے پاس گئے۔ ایک صحابی ابھی ان کے خیمہ کے دروازہ تک ہی پہنچا تھا۔ کہ وہ باہر نکل رہے تھے۔ اس نے پوچھا۔ آپ نے یہ کیا کیا۔ تمام مسلمانوں میں سخت گھبراہٹ اور غیرت پھیلی ہوئی ہے۔ اور وہ بڑے اضطراب سے دریافت کر رہے ہیں۔ کہ آپ ایسا بہادر انسان ایک کافر کے مقابلہ سے کیوں بھاگ آیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا۔ کہ میں ڈر کر نہیں واپس لوٹا تھا۔ بلکہ بات یہ تھی۔ کہ آج میں نے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں۔ جب میں دشمن کے مقابلہ کے لئے چلا۔ تو مجھے خیال آیا۔ کہ اس کافر نے کئی ایک مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے۔ اے ضرار کیا تم نے دو زرہیں اسلئے تو نہیں پہنیں۔ کہ تو اس سے ڈر گیا ہے۔ اس خیال سے میں ایسا شرمندہ ہوا۔ کہ گویا میں خدا تعالےٰ کی ملاقات سے ڈرتا ہوں۔ اس بات کا مجھ پر اتنا خوف طاری ہوا۔ کہ میں نے سمجھا۔ کہ اگر ابھی میری جان نکل جائے۔ تو میں جہنم میں ڈالا جاؤں گا۔ اسلئے میں جلدی بھاگا بھاگا واپس آیا۔ اب میں نے زرہیں اتار دی ہیں۔ اور اُس کے مقابلہ کے لئے جا رہا ہوں۔ چونکہ کافر نے ایسی ہمت دکھائی تھی۔ کہ کئی صحابہؓ کو شہید کر دیا تھا۔ اسلئے اس کے مقابلہ میں اس صحابی نے بھی ایسی ہی جرأت دکھائی۔ وہ ایک خاص دشمن تھا۔ اسلئے اس صحابی

نے کہا۔ کہ بڑے دشمن کے لئے بڑے ہی دل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس نے اتنا بڑا دل دکھایا۔ کہ زرہیں بھی اتارکر مقابلے کے لئے گیا۔ اور جاکر مار لیا ✦

بڑے خطرہ کے مقابلہ میں بڑا دل

تو جسقدر خطرہ بڑا ہوتا ہے بہادر اور جوانمرد انسان اس کے مقابلہ میں جرأت بھی اتنی ہی بڑی دکھاتے ہیں۔ خطرے ڈرنا اور خوف سے بھاگنا یہ تو بزدلی ہوتی ہے۔ اور یہ بہت کم ہمت اور غیر مستقل مزاج انسانوں کا کام ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ کہ دشمن سے ڈرتا نہیں۔ بلکہ مقابلہ کرتا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ نہ صرف مقابلہ کرتا ہے۔ بلکہ اس سے بالکل نڈر ہو جاتا اور ذرہ پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کیا نتیجہ نکلیگا۔ یہ اعلیٰ درجہ کی جرأت اور بہادری کہلاتی ہے۔ اور ایسے ہی لوگ جرأت اور بہادری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاتے ہیں۔ بزدل تو دشمن کے مقابلہ سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور دلیر مقابلہ کرتے ہیں۔ اور جو بہت دلیر اور بہادر ہوتے ہیں۔ اور جن میں خالص ایمانی جرأت ہوتی ہے۔ وہ نہ صرف مقابلہ کرتے ہیں۔ بلکہ دشمن کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور جب اس پر غلبہ پا لیتے ہیں۔ تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے دل پر جو ایک بوجھ سا پڑا ہوا تھا وہ اتر گیا ہے۔ گویا مقابلہ کرنا تو الگ رہا۔ وہ جرأت میں ایسے بڑھ جاتے ہیں۔ کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی انکی نظر میں کچھ وقعت اور حقیقت نہیں رکھتا۔ صحابہ کرام کی شان میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ اسی قسم کے تھے ✦

جنگ احزاب کا واقعہ

جنگ احزاب کے موقعہ پر دشمنان اسلام بہت زیادہ تعداد میں جمع ہو کر حملہ آور ہوئے تھے یعنے ان کا لشکر دس ہزار جوانوں پر مشتمل تھا۔ اتنا بڑا لشکر عرب میں اس قسم کی مقامی جنگوں میں پہلے کبھی جمع نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی ایسے چیدہ چیدہ لوگ کبھی اکٹھے ہوئے تھے۔ لیکن یہ لشکر خاص طور پر تیار کیا گیا تھا۔ گویا ملک عرب نے اپنے تمام بہادر اگل کر انہیں کہدیا تھا۔ کہ جاؤ جاکر اسلام کو نعوذ باللہ بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دو۔ تمام اقوام اور قبائل کے سردار اپنا اپنا لشکر لے کر آگئے تھے۔ اور یہود جو مدینہ میں رہنے والے تھے۔ ان کے ساتھ انھوں نے یہ منصوبہ گانٹھ رکھا تھا۔ کہ باہر سے ہم حملہ آور ہوں گے۔ اور اندر سے تم مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنا شروع کر دینا ✦

اس خطرناک حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم فرمایا۔ مسلمانوں کی تعداد منافقوں سمیت تین ہزار تھی۔ اور اگر منافق نکال دئے جائیں۔ تو اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ لیکن کفار دس ہزار تھے اور چنے ہوئے تھے۔ اور یہ ایک ایسا خطرناک موقعہ تھا۔ کہ وہ منافق جن کی زبانیں مسلمانوں کے رعب کی وجہ سے بند تھیں اور جنہیں جرأت نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ مسلمانوں کے سامنے ایک حرف بھی نکال سکیں۔ وہ بھی تمسخر اور استہزا کرنے لگ گئے حتی کہ صحابہؓ جب خندق کھود رہے تھے۔ تو ایک سخت پتھر سامنے آگیا۔ ہرچند اس کے اکھیڑنے کے لئے زور لگایا گیا۔ مگر وہ نہ اکھڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیگئی۔ آپ آئے اور آکر کدال سے اس پتھر پر ضرب لگائی اس سے ایک شعلہ نکلا۔ آپ نے کہا۔ اللہ اکبر۔ صحابہؓ نے بھی یہی کہا۔ دوسری بار پھر ضرب لگائی۔ پھر شعلہ نکلا۔ آپ نے کہا اللہ اکبر۔ صحابہؓ نے بھی یہی کہا۔ تیسری بار پھر اسی طرح ہوا۔ آپ نے کہا۔ اللہ اکبر۔ صحابہؓ نے بھی یہی کہا۔ تیسری دفعہ پتھر ٹوٹ گیا۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے اللہ اکبر کیوں کہی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ تینوں بار ضرب لگانے سے شعلہ نکلتا رہا ہے۔ اور ہر شعلہ میں مجھے ایک نظارہ دکھایا گیا ہے۔ پہلی دفعہ جو چمک ظاہر ہوئی۔ اس میں خدا تعالےٰ نے مجھے یمن کا ملک دیا۔ اور دوسری بار ملک شام اور مغرب کو اور تیسری بار مشرق کو مجھے عطا کیا۔ جب آپ نے یہ کشف سنایا تو منافقوں نے کہدیا۔ کہ پاخانہ پھرنے کے لئے تو جگہ نہیں ملتی۔ اور ملکوں کے فتح کرنے کی خوابیں آتی ہیں۔ تو ایسی نازک حالت ہو گئی تھی۔ کہ منافقوں کو بھی ہنسی اور مخول کرنے کی جرأت پیدا ہو گئی تھی ✦

سچے مسلمانوں کا نمونہ

ایسی حالت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ سچے اور پکے مسلمانوں نے کیا نظارہ دکھایا۔ یہ کہ ولما را المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ و رسولہ وصدق اللہ و رسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما۔ جب کفار کا وہ بڑا عظیم الشان لشکر کہ جو تمام عرب کے چنے ہوئے انسانوں پر مشتمل تھا۔ اسکی خبر ان کو معلوم ہوئی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خندق کھودنی اور کھدوانی پڑی۔ اور مسلمانوں کی ان کے مقابلہ میں بہت قلیل تعداد تھی۔ تو اس وقت صحابہؓ نے کہا۔ کہ یہ وہی تو لشکر ہے۔ جس کے متعلق خدا اور اس کے رسول نے پہلے سے ہی وعدہ دیا ہوا ہے۔ کہ ایک بڑا بھاری لشکر آئیگا۔ اور ذلیل وخوار ہو کر واپس چلا جائیگا ✦

دیکھو۔ بجائے اس کے کہ صحابہ کے دل گھبراتے یا نہ گھبراتے دشمن کا مقابلہ کرتے۔ لیکن انھوں نے اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ اس کے ساتھ ایمانی جرأت اور جوش کی وجہ سے یہ بھی کہدیا کہ یہ تو ہمارے رسول کی ایک پیشگوئی تھی۔ جو سچی ہو رہی ہے دیکھئے منافقوں کو جو چیز موت نظر آ رہی تھی وہی ان کے لئے ایک عظیم الشان فتح اور کامیابی تھی۔ دشمن اگرچہ اس لئے آیا تھا۔ کہ اسلام کو قطعہ عرب سے اکھاڑ کر پھینکدے۔ مگر انسے یہ معلوم نہ تھا۔ کہ اسکے آنے کے ساتھ ہی اسلام نہایت مضبوطی سے گڑ جائیگا۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس کو دیکھ کر کہدیا۔ کہ خدا کی شان رسول کریمؐ نے اتنی مدت پہلے جو بات بتائی تھی اور جسطرح بتائی تھی۔ اسی طرح آج پوری ہو رہی ہے۔ اور چونکہ آپ نے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا تھا۔ کہ یہ دشمن شکست کھا کر ناکام اور نامراد بھاگ بھی جائیگا۔ اسلئے بہت جلدی وہ بات بھی پوری ہونے والی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما زادھم الا ایمانا وتسلیما۔ صرف یہی نہیں ہوا۔ کہ مسلمان کفار کے اتنے بڑے لشکر سے ڈرے نہیں۔ اور جرأت اور دلیری سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے۔ بلکہ وہ اس سے بھی بہت زیادہ بڑھ گئے۔ کہ ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں اور زیادتی ہو گئی۔ بجائے اس کے کہ ایسے خطرناک موقعہ پر وہ ڈگمگاتے اور فرمانبرداری کو چھوڑتے۔ اسی پر قائم نہ رہے۔ بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ آگے بڑھ گئے۔ اور پہلے کی نسبت بہت زیادہ فرمانبردار ہو گئے ✦

ہر ایک مومن کو کیا کرنا چاہئیے

یہی رنگ ہر ایک مومن کو ہمیشہ دکھانا چاہئیے۔ مومنوں پر کوئی مصیبت ایسی نہیں آتی۔ کہ جسکی خبر

پہلے سے انہیں تہیں کردی جاتی۔ تمام وہ ابتلاء اور مصائب جو جماعتوں کے لئے آتے ہیں۔ ان کی نسبت اللہ تعالےٰ پہلے سے ہی کسی نہ کسی رنگ میں اطلاع دے دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد بڑے بڑے ابتلاء آئے۔ اور کئی ایک رنگوں میں آئے۔ اور سب سے بڑا وہ ابتلاء تھا۔ کہ جس سے جماعت میں تفرقہ پڑ گیا۔ اور دو گروہ ہو گئے۔ پھر اب وہ ابتلاء ہے۔ جو مالی رنگ میں رہتا ہے اور ایک مدت سے چلا آرہا ہے۔ اس زمانہ میں یہ بھی بہت بڑا ابتلاء ہے۔ کئی لوگ ہیں۔ جو اس سے گھبرا جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ہمت اور کوشش سے اسکا مقابلہ کریں۔ یہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہمیں بڑے چندے دینے پڑتے ہیں۔ اس گھبراہٹ اور بزدلی میں پہلے جو چندہ دیتے ہیں۔ وہ بھی دینا چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایک مومن کے لئے یہ ابتلاءٗ ایکسطرح خوشی کا موجب ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھتا ہے۔ کہ آج سے کئی سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ کہ

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے۔ کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے۔ اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آئیں گی۔ اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی" ۔

پس جسطرح صحابہؓ احزاب کو دیکھ کر کہہ اُٹھے تھے۔ کہ ھٰذا ما وعدنا اللہ و رسولہٗ۔ اسی طرح انہیں کہنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ جو ابتلا آرہے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود نے یہ بھی پہلے سے ہی بتا دیا تھا "کئی بڑے ہیں۔ جو چھوٹے کئے جائیں گے اور کئی چھوٹے ہیں۔ جو بڑے کئے جائیں گے"۔ اس لئے جس طرح اس لشکر عظیم کو دیکھ کر صحابہؓ کے ایمان بجائے متزلزل ہونے کے اور زیادہ بڑھ گئے تھے۔ اسی طرح وہ لوگ جو ہم سے جدا ہوگئے۔ ان کو دیکھ کر ان کے ایمان بڑھنے چاہیئے تھے۔ اور وہ یہ کہہ اُٹھتے کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا یہ ایک اور نشان ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ کہ اس طرح ہوگا۔

ابتلاؤں سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔

نادان ہیں وہ لوگ جو اس قسم کے ابتلاؤں کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہم پر بہت بڑا بوجھ پڑ گیا ہے۔ اور ہمیں بڑے چندے دینے پڑتے ہیں۔ انہیں تو چاہیئے۔ کہ ایسے وقت میں پہلے سے بھی زیادہ ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ کیونکہ جو زیادہ مشکلات کے دن ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ ہمت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ دیکھو جب کوئی زیادہ بیمار ہو جاتا ہے۔ تو یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ دوا کھانا ہی چھوڑ دیتا یا احتیاط کرنا ہی ترک کر دیتا ہے۔ بلکہ اس وقت خاص طور پر وہ دوا استعمال کرتا اور خاص احتیاط کرتا ہے۔ دنیا کے تمام معاملات میں یہی دیکھا جاتا ہے۔ پس جب بڑی بڑی مشکلات کے وقت ہمت بڑھا دی جاتی ہے۔ اور زیادہ بیماری کے وقت علاج پر خاص زور دیا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ان دینی مشکلات کے وقت زیادہ ہمت سے کام نہ لیا جائے اور اس سے بڑھ کر طاقت اور جرأت نہ دکھائی جائے۔ جو پہلے دکھاتے تھے۔ اگر بعض لوگوں کا ارتداد یا بعض لوگوں کی سستی بیت المال اور دیگر صیغہ جات میں آمدنی کی کمی کا باعث ہوئی ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ تمہاری ہمت اور بھی زیادہ بڑھ جائے۔ کہ اور بوجھ آپڑا ہے۔ اسلئے پہلے کی نسبت حوصلے اور دل اور وسیع کرنے چاہئیں نہ یہ کریں۔ کہ جس وقت مشکل زیادہ آپڑے۔ تو ہمت کم کر دیں۔

ایمان کسطرح تازہ ہوتا ہے

یہی وقت ایمان کو تازہ کرنے کا ہے۔ کیونکہ جب انسان دیکھتا ہے۔ کہ باوجود ہر قسم کے سامان کے مخالف ہونے کے پھر خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت ہمارے ساتھ ہے۔ تو اسکا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ وہ کیا چیز تھی۔ جس نے صحابہ کرام کے ایمان کو ایسا مضبوط کر دیا تھا۔ کہ کوئی بڑی سے بڑی مصیبت اور تکلیف انہیں متزلزل نہیں کر سکتی تھی۔ یہی کہ وہ دیکھتے تھے۔ کہ ہر مصیبت اور ہر مشکل جو ہمیں پیش آتی ہے۔ اس میں خدا کی نصرت زیادہ سے زیادہ ہی دکھی جاتی ہے۔ یہی باعث تھا۔ کہ جب احزاب ہر طرف سے لشکر جمع کر کر آیا۔ تو انہوں نے سمجھا۔ کہ رسول کریم کی پیشگوئی کا ایک حصہ تو پورا ہو گیا ہے۔ اب دوسرا حصہ بھی پورا ہوگا۔ جو یہ ہے کہ یہ لشکر ناکام اور نامراد ہو کر بھاگ جائیگا۔ گویا دشمن کا آنا بھی ان کے لئے ایمان کی زیادتی کا موجب ہوا۔ اور جانا بھی۔ اور ہر حالت میں ان کے لئے ایمان کی زیادتی تھی۔ یہی حال خدا کے پیارے بندوں کا ہوتا ہے۔

یہاں رہنے والے لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب اور مبارک احمد کی بیماری میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علاج معالجہ کا کسقدر خیال ہوتا تھا۔ دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا آپ اپنے سلسلہ کی ترقی انہی کی زندگی پر سمجھتے تھے۔ ان ایام میں سوائے اس کے اور کوئی ذکر ہی نہ ہوتا تھا۔ کہ کسطرح علاج ہو اور کیا علاج کیا جائے۔ لیکن ان کی وفات کے وقت کیا ہوا۔ یہی کہ یکلخت آپ کی ایسی حالت بدلی۔ کہ حیرت ہی ہو گئی۔ یا تو آتنا جوش کہ صبح سے لیکر شام تک انہی کے علاج معالجہ کا ذکر یا آپ اس بات پر ہنس ہنس کر اور نہایت بشاش چہرہ سے تقریر فرماتے ہیں۔ کہ ان کی وفات کے متعلق خدا تعالےٰ نے پہلے سے ہی بتا دیا ہوا تھا۔

جب مبارک احمد کی وفات ہوئی۔ تو بعض اشخاص کو اس سے گھبراہٹ ہوئی۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ جب مبارک کا دم نکلا۔ تو حضرت مولوی نورالدینؓ۔ خلیفہ رشیدالدین صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ وہاں موجود تھے۔ حضرت مولوی صاحب نبض دیکھ رہے تھے۔ آپ نے نبض دیکھتے دیکھتے حضرت صاحبؑ کو کہا۔ حضور حالت نازک ہے۔ مشک لائیں۔ حضرت صاحبؑ ابھی مشک لائے بھی نہ تھے۔ کہ دم نکل گیا۔ حضرت مولوی صاحب نے چونکہ حضرت صاحبؑ کو مبارک احمد کی بیماری میں خاص محبت اور خاص جوش سے علاج کرتے اور جیسا رکھتے دیکھا تھا۔ اس لئے جہاں کھڑے تھے۔ وہیں بیٹھ گئے اور منہ سے کچھ نہ کہہ سکے۔ دوسرے لوگوں نے بھی یہی خیال کیا۔ کہ حضرت صاحب کو اس سے بڑا صدمہ ہوگا۔ لیکن حضرت صاحب کو دیکھو۔ آپ نے جہاں مشک رکھی ہوئی تھی۔ وہیں کارڈ اور لفافے بھی رکھے ہوئے تھے۔ جب آپؑ نے مبارک احمد کے فوت ہو جانے کے متعلق سنا تو وہیں سے

مشک نکالنے کی بجائے کارڈ اور لفافے نکال کر خط لکھنے شروع کر دئیے۔ کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے۔ گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس وقت آپکے چہرہ پر کسی قسم کی گھبراہٹ کا کوئی نشان نہ تھا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آپ کو کوئی بہت بڑی فتح نصیب ہوئی ہے۔ پھر آپ باہر تشریف لائے ابھی تک لوگوں کو معلوم نہ ہوا تھا۔ کہ مبارک احمد فوت ہو گیا ہے۔ آپنے رضا بالقضاء کے متعلق ایک لمبی تقریر شروع فرما دی آپکے چہرے سے ایسی بشاشت ٹپکتی تھی۔ کہ گویا کسی بڑے دشمن کو شکست دیکر آئے ہیں۔ تو مومن پر جو مصائب اور ابتلاء آتے ہیں۔ وہ اس کی ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی طرف سے اسے بتایا جاتا ہے۔ اسلئے اُس کے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی۔

مومن پر کیسی مشکلات آتی ہیں۔

مومن پر ہر ایک مصیبت جو آتی ہے۔ وہ اپنے ساتھ دو نشان رکھتی ہے۔ ایک اس کے آنے کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے۔ اور ایک جانے کے ساتھ۔ جب آنے والا پورا ہو جائے۔ جو دشمنوں سے تعلق رکھتا ہے۔ تو پھر اُس کے جانے والا نشان پورا ہونا ہوتا ہے۔ جو مومنوں سے متعلق ہونا ہوتا ہے اس کے لئے وہ بہت زیادہ اور بڑھ چڑھ کر کوشش کرتے ہیں۔ اور جب کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو ان کا ایمان بہت ترقی کر جاتا ہے

اس قسم کے مصائب وغیرہ کا آنا خدا تعالےٰ کی سنت ہے جو پہلے لوگوں سے ہوتی آئی ہے۔ اس زمانہ میں اس کے خلاف ہماری جماعت کے ساتھ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہماری جماعت وہ انعامات تو حاصل کرلے۔ جو پہلے لوگوں نے حاصل کئے تھے۔ مگر ان مشکلات سے نہ گذرے۔ جن سے پہلے لوگ گذرے ہیں۔ جس محنت۔ ایثار اور قربانی کے بعد پہلے لوگوں نے شیریں پھل کھائے ہیں۔ وہی ہمیں کرنے پڑیگی۔

پس ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ ان مصائب اور مشکلات سے گھبرائے نہیں۔ بلکہ اور آگے بڑھے۔ جو کم حوصلہ گھبرا جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہم کہتے ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود نے نہیں فرمایا تھا۔ کہ مصائب پر مصائب آئیں گے ضرور فرمایا تھا۔ اب آپ کی یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔

لیکن آپنے ہی یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ مصائب کے بادل پھٹ بھی جائیں گے۔ پس جب ایک پہلو پورا ہو رہا ہے۔ تو ضرور ہے کہ دوسرا بھی پورا ہو۔ اور مبارک ہے وہ جو دوسرا پہلو پورا ہونے تک صبر اور استقلال سے کام لے۔ اور اپنے آپ کو ملنے والے انعامات کا مستحق بنالے کیونکہ یہ مصیبتیں اپنے ساتھ بشارت کی ہوائیں رکھتی ہیں۔ تبل اس کے کہ یہ فساد یہ مصیبتیں اور یہ فتنے ہوتے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ ایسا ہوگا۔ چنانچہ وہ وقت آگیا۔ اور اس نے بتا دیا۔ کہ جو کچھ خدا کے برگزیدہ مسیح نے کہا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ پھر اُس نے کہا تھا۔ کہ جب وہ فتنے آئیں گے تو تم میں سے جو استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کرینگے اور ہر قسم کی قربانی کرکے دکھا دیں گے۔ وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ پس جب ایک بات پوری ہو گئی ہے۔ تو چاہیئے کہ تم دوسری کے پورا ہونے کے لئے پوری ہمت اور کوشش سے کام لو۔

مصائب کامیابی کی کلید ہیں۔

یہ مصائب اور ابتلاؤں کے دن کامیابی کی کلید ہوتے ہیں۔ لیکن ضرور ہے۔ کہ وہ لوگ جو دوسرے دنوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ سنت قدیمہ کے مطابق اپنے مالوں اور اپنی جانوں کی قربانی کرکے دکھائیں۔ پس ان مشکلات اور مصائب میں خواہ وہ مالی ہوں یا جانی۔ خواہ دشمنوں کے شر کے متعلق ہوں۔ یا اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں۔ ان میں چاہیئے کہ مومن اپنے ایمان کو اور زیادہ بڑھائیں۔ اس طرح کرنے سے وہ ان انعامات کے وارث ہو جاتے ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے اپنے ایسے بندوں کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں۔

خدا کے راستہ میں خرچ کرنے والا کھوتا نہیں

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے راستہ میں کچھ دیتا ہی وہ کھوتا نہیں۔ دیکھو۔ خدا تعالےٰ کی بنائی ہوئی زمین میں اگر کوئی ایک دانہ ڈالتا ہے تو اُس سے سینکڑوں دانے نکلتے ہیں۔ اور یہ جسمانی زمین ہے

لیکن اگر کوئی روحانی زمین میں بیج ڈالے۔ تو اس کے پھل اس سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلئے کبھی کوئی اس تجارت سے گھاٹا نہیں پاسکتا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے لئے یہ بات خاص کر چھوڑی ہے۔ کہ جب بندہ اس سے لین دین کرتا ہے۔ تو نفع ہی نفع حاصل کرتا ہے۔ چونکہ سود بھی ایک اسی قسم کا نفع ہے۔ جس میں نفع ہی نفع ہوتا ہے۔ نقصان نہیں ہوتا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے اس فعل کو اپنے لئے خالص کرنے کے لئے بندوں کو منع کر دیا ہے۔ کہ وہ سود لیں۔ یہ خدا تعالےٰ ہی کی صفت ہے۔ کہ وہ نفع ہی نفع دیتا ہے۔ پس جس خدا کو اتنی غیرت ہے۔ کہ اس نے بندوں کو اس قسم کے لین دین سے بھی منع کر دیا ہے تاکہ یہ صرف خدا ہی کی خصوصیت رہے۔ حالانکہ بندوں کا فعل خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں بہت ہی حقیر اور لاشے ہے۔ اور اکثر دفعہ سود کی بجائے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ تاہم خدا تعالےٰ نے اس کو پسند نہیں کیا۔ پس وہ جو اس کی رضا کے لئے کچھ خرچ کرتا ہے۔ کبھی نقصان نہیں اٹھاتا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ من المومنین رجالٌ صدقوا ما عاھدوا اللّٰہ علیہ فمنھم من قضٰی نحبہٗ ومنھم من ینتظر کہ مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ جو انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ اس کو انھوں نے سچا کر دکھایا۔ اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں۔ کہ انھوں نے جو نذر مانی تھی۔ اسے پورا کر چکے ہیں یعنے خدا کی راہ میں انھوں نے اپنے آپ کو ایسا لگایا کہ اپنی جان بھی دے چکے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ کہ جان تو نہیں دے چکے۔ مگر وہ یہی عہد کئے بیٹھے ہیں۔ کہ جس وقت اللہ تعالےٰ چاہے۔ جان لے لے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ ابھی تک ان کی جان اللہ تعالےٰ نے نہیں لی۔ مگر وہ پیچھے نہیں ہٹے اور نہ ہٹیں گے۔ چنانچہ صحابہؓ میں اس کی بڑی بڑی نظیریں مل سکتی ہیں۔ ینتظر کی مثال تو یہ دیکھ لیجئے۔ کہ خالد بن ولید ابتدائی صحابہ میں سے نہیں تھے۔ جس بیماری میں انھوں نے وفات پائی۔ اس کے متعلق ان کے ایک دوست کہتے ہیں۔ کہ میں انہیں ملنے کے لئے گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ رو رہے ہیں میں نے پوچھا۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں اس لئے روتا ہوں۔ کہ میں سالہا سال جنگ کرتا رہا ہوں۔ اور خطرناک سے خطرناک جگہ تلاش کرکے وہاں گھستا رہا ہوں۔

کیونکہ میں چاہتا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ مجھے شہادت دے لیکن باوجود اس کے کہ میرے سر سے لیکر پاؤں تک تمام جگہ زخم لگے۔ اور کوئی جگہ ایسی نہ رہی۔ جہاں زخم نہ لگا ہو۔ مگر آج میں چارپائی پر مر رہا ہوں۔ اور مجھے شہادت نصیب نہیں ہوئی ۔

انہوں نے یہ اپنے جوش اور ایمان کی زیادتی کی وجہ سے کہا۔ ورنہ درحقیقت ہر ایک زخم کا وہ نشان جو ان کے بدن پر پڑا ہوا تھا۔ ان کے لئے شہادت تھی۔ رسول کریمؐ کہاں شہید ہوئے۔ مگر جسطرح آپ نبی تھے۔ اسی طرح صدیق اور شہید بھی تھے۔ ہاں آپ کی شہادت تلوار سے نہیں ہوئی تھی کیونکہ ضروری تھا۔ کہ آپ کی جان کی حفاظت کی جاتی۔ اگرچہ یہ بات آپکے درجہ اور علو شان کے خلاف تھی۔ کہ آپ شہید ہوتے۔ مگر آپنے خدا کی راہ میں جان تک دے دینے میں بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ اسی طرح اور کئی ایک صحابہؓ دنیا کی نظر میں تو شہید نہیں ہوئے۔ مگر خدا کی نظر میں شہید ہیں۔ کئی انسان چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ مگر خدا کے لئے وہ شہید ہو چکے ہوتے ہیں اور ہر منٹ ان پر موت وارد ہوتی ہے۔ یہی ایمان کا وہ درجہ ہے۔ جس کی طرف خدا تعالےٰ بلاتا ہے۔ اور اس قسم کا ایمان رکھنے والوں کا ذکر اسلئے کرتا ہے۔ کہ تا دوسروں کے لئے باعث ترغیب ہو۔ فرماتا ہے۔ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے راستہ میں ایسے لگا دیتے ہیں۔ کہ موت تک پیچھے نہیں ہٹتے۔ بلکہ آگے ہی آگے بڑھتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ گو وہ زندہ ہوتے ہیں۔ مگر ہر منٹ اور ہر ساعت وہ اس بات کے منتظر رہتے ہیں۔ کہ کب ایسا موقعہ آئے۔ کہ ہم اپنی جان بھی لڑا دیں۔ یہی ایمان خدا تعالےٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ جو خدا تعالےٰ کے انعامات کا وارث بناتا ہے۔ ورنہ صرف زبانی دعوے سے کچھ نتیجہ نہیں نکلتا ۔

ہماری جماعت توجہ کرے

ہماری جماعت میں ابھی ترقی کا بہت میدان کھلا ہے۔ اور ترقی تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتی۔ رسول کریمؐ ایسا عظیم الشان انسان اب بھی ترقی کر رہا ہے۔ اور ہمیشہ کرتا رہیگا۔ تو اور کون ہے۔ جو ترقی کے تمام مدارج طے کر لے مگر ہماری جماعت کے لئے اس درجہ تک پہنچنے کے لئے بھی بہت میدان باقی ہے۔ جو صحابہ نے حاصل کیا تھا۔ اور بہت لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں ضرورت ہے۔ کہ اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ جس میں صحابہ رنگے گئے تھے۔ اپنا مال اپنی جان اپنا آرام جسطرح صحابہؓ نے قربان کیا تھا۔ اسی طرح ان کو بھی کرنا چاہیئے۔ ہماری قربانیاں صحابہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں لیکن جب تک ہم بھی وہی قربانیاں نہ کریں گے۔ جو صحابہ نے کی ہیں۔ اس وقت تک اس انعام کے مستحق نہیں ہو سکیں گے۔ جو صحابہ کو ملا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا کسی سے رشتہ نہیں۔ اسلئے اس نے جسطرح پہلوں پر انعام کئے تھے۔ اسی طرح اب اور آئندہ بھی کر سکتا ہے۔ اور جو کوئی اس کی طرف جھکے۔ اسکو وہی درجہ دے دیتا ہے۔ جو جھکنے والوں کو پہلے دیتا آیا ہے ۔

ہماری جماعت کے خاص لوگ

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ اور کثیر تعداد میں ہیں۔ کہ ان کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں۔ فمنہم من قضیٰ نحبہٗ ومنہم من ینتظر۔ کئی ہیں جنہوں نے خدا کے راستہ میں جانیں قربان کر دی ہیں۔ سید عبد اللطیف صاحب شہید اور ان کے شاگرد نے اپنی جان دینی منظور کر لی۔ مگر ایمان نہ دیا۔ پھر اور بہت سے بزرگ تھے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم۔ پھر ایک تعداد ایسے مردوں کی زندہ بھی ہے۔ ایک تو وہ تھے۔ کہ فوت ہو گئے۔ مگر اپنے عہد کو نہ توڑا۔ اور ایک وہ ہیں۔ جو اسدن کے منتظر بیٹھے ہیں۔ کہ خدا کے دین کی خدمت کرتے کرتے جان نکلے ۔

ایک مرحوم بھائی کا نمونہ بنو

ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ ہمارا ایک مخلص بھائی دنیا سے گذر گیا ہے۔ اسکا میرے ساتھ بہت تھوڑی مدت تعلق رہا ہے مگر میں نے اس عرصہ میں اُسے دیکھا ہے۔ کہ وہ من ینتظر کے گروہ میں شامل تھا۔ یہ ذکر مینے اس لئے نہیں کیا۔ کہ اس کی وفات سے ہمارے سلسلہ کو کوئی بڑا نقصان پہونچا ہے۔ بلکہ دوسروں کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان صحابہ کے لئے جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اسی طرح فرمایا تھا۔ ورنہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مجھ سے سلسلہ احمدیہ کی ترقی وابستہ ہے۔ یا فلاں شخص سے جو ہم میں نہیں رہا۔ وابستہ تھی۔ خدا تعالےٰ کسی کا محتاج نہیں۔ بلکہ ہر ایک انسان اسکا محتاج ہے۔ پس میں یہ ذکر اس طور پر نہیں کرتا۔ کہ ہمارے اس بھائی کے فوت ہو جانے سے سلسلہ احمدیہ کو کوئی نقصان پہنچا ہے کیونکہ نقصان کسی آدمی کے جانے سے نہیں پہنچ سکتا۔ خدا تعالیٰ جس نے اسکو قائم کیا ہے۔ وہی اسکو چلاتا ہے۔ ہاں ہمیں یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ کہ ایک انسان کا انجام اچھا ہو گیا۔ اور اسطرح ذکر کرنے سے لوگوں میں اسکے متعلق دعا کرنے کی تحریک ہوتی ہے اسی رنگ میں آنحضرت صلعم نے بھی اپنے صحابہ کا ذکر فرمایا تھا۔ اور اسی رنگ میں حضرت مسیح نے ذکر کیا۔ اور اسی رنگ میں میں ذکر کرتا ہوں ۔

مینے قاضی عبد الحق صاحب کو دیکھا ہے۔ آپ ترجمۃ القرآن کا کام کرتے تھے۔ انکی محنت میرے لئے قابل حیرت ہوتی تھی۔ میں بڑا تیز لکھنے والا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے بہت تیز لکھ سکتا ہوں۔ اور بھی تیز لکھنے والے ہونگے لیکن مینے کسی کو نہیں دیکھا کہ مجھ سے زیادہ تیز لکھ سکتا ہو۔ میں مضمون کے سو سوا سو صفحے ایک دن میں لکھ سکتا ہوں لیکن مینے دیکھا ہے کہ اگرچہ ترجمہ کرنیکا کام مشکل ہوتا ہے۔ تاہم اگر میں تھوڑی دیر کے لئے بھی ترجمۃ القرآن کے کام کو چھوڑ کر کسی اور کام میں لگ جاتا۔ تو یہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ قاضی صاحب مجھ سے پیچھے رہ جاتے۔ میں جب یہ سمجھتا۔ کہ اب ان کے پاس کافی مضمون ہو گیا ہے اور کسی اور کام میں مصروف ہوتا۔ اور ان سے ترجمہ کے متعلق پوچھتا۔ تو وہ یہی کہتے۔ کہ اور مضمون دیجئے۔ پہلا ختم ہو چکا ہے۔ اور پھر اس کام کے ساتھ وہ مدرسہ میں بھی پڑھاتے پھر میں رات کے وقت مقابلہ کرنے کے لئے ان سے ترجمہ سنتا تو گیارہ اور بارہ بجے رات تک سناتے رہتے۔ دس بجے تک تو ضرور ہی سناتے۔ اس کے بعد وہ اپنے مکان پر جاتے تھے۔ گو یا عصر سے لیکر کم از کم رات کے دس بجے تک میرے پاس رہتے۔ اس کے بعد جاکر ترجمہ کرتے۔ اور صبح مدرسہ میں پڑھاتے پھر یہ کام ایک دن کا نہ تھا۔ بلکہ ایک لمبے عرصہ تک ہوتا رہا۔ لیکن وہ اس سے ذرا نہ گھبراتے اور جسطرح ایک چیز کی حرص ہوتی ہے۔ اسطرح مجھ سے کام مانگ لیتے اور کہتے۔ کہ

تو خدا تعالےٰ اپنے راستہ میں کام کرنے والوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ جو اس آیت کے مستحق ہیں۔ وہ اور زیادہ ترقی کریں۔ اور یہ نہ سمجھیں کہ بس ہم پوری ترقی کر چکے ہیں۔ اور جو مستحق نہیں وہ مستحق بننے کی کوشش کریں۔ اور ایسی محنت اور کوشش کریں۔ کہ خدا تعالےٰ کے حضور انہیں میں شامل ہو جائیں۔ جن کے متعلق آیا ہے کہ فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ ایسے لوگوں کی خدا تعالیٰ دنیا میں ہی قبولیت بڑھا دیتا ہے۔ اور ان کے لئے لوگوں کے منہ سے دعائیں نکلتی ہیں ؏

سو یہ میری نصیحت ہے۔ اسکو خوب یاد رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو کچھ کوئی خرچ کرتا ہے۔ وہ ضائع نہیں جاتا۔ اس لئے اپنے مالوں اپنی جانوں اپنے وقتوں غرضیکہ ہر ایک چیز کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔ اور جو تم میں سے اعلےٰ نمونہ رکھتے ہیں۔ ان کو دیکھو اور ان کے نقش قدم پر چلو۔ تاکہ ان میں شامل ہو جاؤ۔ جن کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر۔ اس دنیا کی زندگی بہت قلیل ہے۔ اس قلیل عرصہ کو ضائع نہ جانے دو اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ اس کا ہر ایک فرد اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرے۔ کہ اسے خدا تعالےٰ کے قرب کا مقام حاصل ہو جائے ؏

متیٰ نصر اللہ

بہت دنوں کے بعد غالباً اکیس دن کے بعد مزار اقدس پر حاضر ہونے کا شرف حاصل کر سکا۔ کیونکہ بخار سے بیمار تھا۔ اور ضعف و نقاہت سے نزار۔ چونکہ وہ مقام اتزل فیہا کل رحمۃ کی وحی کا مورد ہے۔ اس لئے کچھ آہ و زاری بحضور باری کی گئی۔ جس میں احباب جماعت کو شریک کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایڈیٹر صاحب اسے میرے بھائیوں تک پہنچانا خلاف مصلحت نہ سمجھیں۔ ہاں محفل میں دستور[1] زبان بندی ہے تو خیر۔ دل را بدل رہے است۔ خود ہی کسی اور ذریعہ سے پہنچ جائیگا۔ (راقم)

(۱)

مولیٰ! بخار سے پھکے جاتے ہیں رحم کر
کچھ اپنے کام بھی رکے جاتے ہیں رحم کر
دارالامان تیرے مسیحا کا شہر ہے
ہم اس میں رہ کے یوں پھکے جاتے ہیں رحم کر

(۲)

امن است در مکان محبت سرائے ما
یہ وحی مجھ کو یاد ہے پڑھتا ہوں برملا
ہم تیرے بندے تیرے مسیحا کے شہر میں
پیہم مصیبتوں میں چلے جائیں مبتلا؟

(۳)

بے شک جو تیرے فضل ہیں وہ بھی ہیں بیشمار
اور غالباً انہی میں سے ہو جائے یہ بخار
لیکن جو ابتدا سے رہے تیرے لاڈلے
اکتا گئے ہیں اس لئے کرتے ہیں یوں پکار

(۴)

آمد بھی کم ہے خرچ مگر بڑھ رہے ہیں یوں
مولیٰ تو جانتا ہے میں تفصیل کیا کہوں
تیرے غلام تیرے ہی کام اور ترا ہی نام
اب ہم سے وہ سلوک ہو مرضی ہو تیری جوں

(۵)

ہم میں گناہ گاری کا مادہ ضرور ہے
بے شبہ کچھ نہ کچھ ہوا ہم سے قصور ہے
لیکن نگاہ لطف کے امیدوار ہیں
یہ بلدہ طیبہ ہے تو رب غفور ہے

سفارش

ایک صاحب انٹرنس تک تعلیمیافتہ (انٹرنس فیل) اور لاہور پاینیر کمرشل کالج کے فارغ التحصیل کسی دفتر میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں۔ انگریزی میں خاص دلچسپی اور لیاقت رکھتے ہیں اگر کوئی دوست باہر اپنے حلقہ میں انکو کہیں ملازم کرا سکتے ہوں تو کوشش فرما دیں۔ میں سفارش کرتا ہوں

میرزا بشیر احمد

فہرست نو مبایعین

بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۱۶ء

منشی نور محمد صاحب برہما
محمد اسمٰعیل صاحب " "
سید ہادی حسین صاحب جہلم
اہلیہ ڈاکٹر عبد اللطیف خان صاحب - پٹیالہ
محمد عبد اللہ صاحب گوجرانوالہ
اہلیہ صاحبہ محمد ابراہیم صاحب - ہوشیارپور
مستقیم صاحب - جالندھر
میاں ہیا صاحب - سیالکوٹ
مبارک علی صاحب - گورداسپور
سید برکت علی شاہ صاحب - کیملپور
بدر الدین صاحب - گجرات
مہر علی صاحب - دہلی

رحمت اللہ صاحب بمبئی
محمد توفیق صاحب سکندر آباد
شیخ حیدر بخش صاحب جہڑ ہیو
مولوی گل زمان صاحب ہزارہ
میر ولی خان صاحب " "
شیخ عبید اللہ صاحب " "
یٰسین صاحب " "
شیخ قادر بخش صاحب سنکھ بسوم
دختر ماسٹر ہدایت اللہ صاحب گجرات
غلام قادر بخش صاحب کشمیر
عبد اللہ صاحب " "
مظفر خان صاحب - گجرات

ابو الفخر قاضی حاجی مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب فتحہ ناظم السنہ مشرقیہ - ہردوئی

بیعت خلافت

شیخ وزیر دین صاحب لائلپور + علی شیر صاحب فیروزپور

فہرست کتب موجودہ دفتر "الفضل"

کلام محمود ۴/ - سیاحت ۲/ - خطبات نور حصہ اول و دوم عہ - ضرورت نبی ا/ - اسلام بذریعہ شمشیر پھیلایا بذریعہ تبلیغ - پیغام مسیح ا/ - نوٹ درس قرآن کریم للعصر

ملنے کا پتہ :- (مینیجر الفضل قادیان)

جمکار محمدی نظم پنجابی - یعنی سوانحعمری حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم - اس کتاب کو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضہ نے بہت پسند فرمایا تھا ؏ منشی چھنڈا خاں احمدی مدرس براہچہ

[1] دستور زبان بندی تو کہیں اور ہو گا۔ البتہ آئین ... خوانی ضرور ہے۔ (ایڈیٹر)

کھلا خط

بخدمت جناب خانصاحب مولوی غلام حسن خانصاحب پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - معظمی جناب مولانا صاحب! آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ خاکسار نے آپ کے شاگردوں سے اور ملنے والوں سے چند امور عند التذکرہ سنے ہیں۔ جن کے بیان کرنے والے جناب کو قرار دیا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر وہ اقوال جناب مسیح موعود سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تحریرات اور کتب کے خلاف ہیں اس لئے جناب سے پہلے دریافت کرنا ضروری خیال کیا ہے۔ کہ آپ نے واقعی ان اقوال کو ارشاد فرمایا ہے۔ یا آپکے بارے میں بیان کرنے والوں نے سمجھنے میں یا بیان کرنے میں غلطی کی ہے۔ کیونکہ کسی پرچہ اخبار الفضل قادیان میں ان تین امور کا تذکرہ ہوا تھا۔ تو آپکے بعض شاگردوں نے فرمایا کہ بھلا جناب مولانا صاحب ایسے اقوال کب فرمانے والے ہیں۔ یہ محض افترا ہیں۔ بس آپ خود ہی اپنے قلم مبارک سے صحت و عدم صحت کے متعلق تکلیف فرماویں ۔

ایسا نہ ہو کہ سوال تو آپ سے کیا جاوے۔ اور جواب دینے کے واسطے کوئی اور حضرت تکلیف گوارا فرماویں جیسا کہ وہ اکثر اوقات آپکے درس قرآن کریم کے وقت بھی کیا کرتے ہیں کہ سوال آپ سے ہوتا ہے۔ اور جواب کی تکلیف فوراً دوسرے برداشت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جو سائل کو مایوس کن ثابت ہوتا ہے۔ اور یہاں تو ان امور کو آپ کے عقائد اور ذاتیات سے خاص تعلق ہے۔ لہذا دوسرا کوئی شخص مدعی سست گواہ چست بننے کا مرتکب امید ہے نہ ہوگا۔ اگر ان امور کے جواب میں صرف ہاں یا نہ سے کام لیا جاوے۔ اور ساتھ دلائل نہ ہوں تو بھی چنداں حرج نہیں ۔

امید ہے کہ آپ قیمتی وقت سے کچھ حصہ خدا کی راہ میں وقف فرما کر تکلیف دہی سے معاف فرماوینگے۔ والسلام

جو ارشادات جناب کیطرف منسوب ہیں۔ اور جن کی تصدیق یا تکذیب آپ سے مطلوب ہے، یہ ہیں

(۱) کیا آپ نے کبھی فرمایا ہے یا آپ کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا مدار نجات نہیں۔ یا جزو ایمان نہیں یعنے آپکے ہاتھ پر بیعت کرنا۔ آپکی وحی اور تعلیم پر ایمان لانا مدار نجات نہیں (۲) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ سیدنا حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے کی کوئی تاکید یا وصیت نہیں فرمائی۔ صرف سلام پہنچانا فرمایا ہے (۳) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ کی احادیث میں جو نبی اللہ کا خطاب دربارہ حضرت مسیح موعود وارد ہے یہ جعلی ہے۔ اور کسی غیر شخص نے داخل کیا ہے۔ خود آنحضرت ؐ کا فرمایا ہوا نہیں ہے۔ (۴) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ جو اسلام نہیں مانتا۔ وہ کافر ہے۔ کیونکہ اسلام ایک دین ہے۔ اور جو احمدیت کو قبول نہ کرے وہ کافر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ احمدیت ایک مذہب ہے۔ جیسا کہ حنفی۔ شافعی یا مالکی وغیرہ مذہب ہیں۔ اور ان کا نہ ماننے والا کافر نہیں۔ (۵) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ماقبل رسول اپنے مابعد رسول پر ایمان لایا کرتا تھا۔ جیسا کہ سب ماقبل رسول حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لائے تھے۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ حضرت مسیح موعود پر کوئی ایمان نہ لایا تھا۔ لہذا آپ نبی اور رسول نہیں ہو سکتے۔ ورنہ آنحضرت ضرور آپ پر ایمان لاتے (۶) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت ساری پیشگوئیاں غلط نکلی ہیں۔ (۷) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ ہمنے تو حضرت مسیح موعود کو صرف اسکی تعلیم کے باعث مانا ہے۔ اسکی وحی والہامات اور پیشگوئیوں کے باعث نہیں مانا۔ (۸) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی مانتے ہیں۔ (۹) کیا آپ نے واقعی جناب خواجہ کمال الدین صاحب کے جواز عرس گیارھویں کو جائز قرار دیا ہے اور اسکو اسطرح کی ایک یادگار حضرت عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قرار دی جسطرح منارۃ المسیح حضرت مسیح موعود کی ایک یادگار ہے۔ (۱۰) کیا آپ نے فرمایا ہے کہ احمدیت کا سلسلہ جلدی مٹ جائیگا۔ جیسا کہ دوسرے مجددوں کے سلسلے مٹ گئے + سردست اسی قدر سوالات عرض ہیں۔ باقی اگر ضرورت واقع ہو تو پھر آپ سے تصدیق یا تکذیب کرانے کے واسطے آپ سے دریافت کئے جائینگے + اگر آپ نے خاموشی سے کام لیا تو یہ سمجھا جائیگا کہ ضرور انجناب نے یہ اقوال فرمائے ہیں۔ اور آپکی خاموشی رضامندی پر دلالت کرتی ہے۔ والسلام - خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور